

235993-ایک شخص نماز میں خشوع کا قہدان ہونے کی وجہ سے شکوک و شبہات میں بھلا ہو گیا ہے

سوال

مجھے بتلائیں کہ عبادت میں لذت کیسے ممکن ہے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کس طرح میرے دل میں بیٹھ سکتی ہے؟ میں جب بھی نو مسلموں کو دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح ان کے دل میں سکینت نازل فرمائی ہے تو میں پھوٹ کر رو دیتا ہوں؛ میں چاہتا ہوں کہ میں بھی ان جیسا بن جاؤں، میں جب بھی دینی درس اور انبیاء کے کرام کے واقعات سنتا ہوں اور تلاوت کی آواز میرے کا نوں میں پڑتی ہے تو میری آنکھیں اشکوں سے بھر جاتی ہیں، میں موت اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو یاد رکھتا ہوں۔ میں جس وقت تلاوت سنوں یا دینی درس سنوں تو رو دیتا ہوں لیکن اس کے ایک دو گھنٹے بعد پھر دوبارہ ویسا ہی ہو جاتا ہوں جیسا پہلے تھا، اپنی نمازوں میں سستی کرنے لگتا ہوں اور دیگر بہت سے امور سرزد ہو جاتے ہیں، مجھے یہ شک طاری ہو جاتا ہے کہ میں مرتمہ ہو جاؤں گا اور دین سے دور نکل جاؤں گا اس طرح کے دیگر شکوک میرے سر کو چکر ادینے ہیں اور میں ان امور سے جان نہیں چھڑا سکتا۔

کچھ عرصہ پہلے تک میں جب اپنے دوستوں کے ساتھ نکلتا توجہے اسی بات کی جلدی ہوتی تھی کہ کب گھروپس جاؤں گا؟ اور کب دور کلت نماز ادا کروں گا؟ مجھے نماز سے بہت محبت تھی، میں اب دوبارہ اپنی سابقہ عادت پر لوٹنا چاہتا ہوں، لیکن میں ایسا کرنے میں کامیاب نہیں ہوا، اب تو یہ صورت حال ہے کہ نماز پڑھنے ہوئے جلد بازی سے کام لیتا ہوں، میں دن بہ دن گرتا چلا جا رہا ہوں، مجھے اس بات پر یقین ہے کہ اسلام ہی دین حق ہے، مجھے خدشہ لاحق ہے کہ جب مجھے موت آئے تو میرے دل میں اسلام کے بارے میں شک موجود ہو اور پھر میرا مذہب اسلام قابل قبول نہ رہے!

پسندیدہ جواب

آپ کے سوال سے بالکل واضح ہے کہ آپ مبالغہ پر مبنی وساوس کا شکار ہیں جس کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ آپ کو مشکلات بڑی لگتی ہیں اور ان کا حل مشکل نظر آتا ہے بلکہ ان وسوسوں کی وجہ سے دن بہ دن نیچے کی طرف گرتے ہیں بارہبے میں، جیسے کہ آپ نے سوال میں ذکر کیا ہے۔

حقیقی فیضیتی بیماری کی تعریف ہی یہ ہے کہ وہ انسان کو کام نہ کرنے والے اور تباہ کن مایوسی میں بھلا کر دے۔

حالانکہ اتنا پریشان اور مایوس ہونے کی چدائی ضرورت نہیں ہے۔

معاملہ کچھ بھی ہو آپ مسلمان ہیں، آپ ایمان کے چھار کان کی گواہی دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ، فرشتوں، کتابوں، رسولوں، آخرت کے دن اور ابھی بری تقدیر پر ایمان رکھتے ہیں۔ اسی طرح اسلام کے پانچوں ارکان کا مکمل اہتمام کرتے ہیں جن میں سب سے پہلے شہادتیں ہیں پھر اس کے بعد نماز، زکاۃ، روزہ اور حج میں جو بھی عبادت آپ پر فرض ہوتی ہے تو آپ اسے ادا کرتے ہیں۔

یہ سب اعمال اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کے درجات کی بلندی کا باعث ہیں، تو ہم سب اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور جتنے بھی رسول میں ہیں ان سب پر ایمان رکھتے ہیں، ہم اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نبوت و رسالت کی گواہی دیتے ہیں، ہم اعلانیہ طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایتیاع اور شریعت کی پابندی کرتے ہیں، تو آپ ان سب ایمانی نتائج کی طرف کیوں نہیں دیکھتے؟ ان یقینی خطاوئ کی طرف بھی تو غور کریں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی شان اور مقام بہت عظیم ہے!

کیا ہم جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے نہیں ہیں؟ اور ہمیں اللہ تعالیٰ نے وعدہ دیا ہے کہ وہ صدق دل کے ساتھ کلمہ پڑھنے والوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

کیا ہم نے ابوذر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نہیں سنی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ : (یہ جبریل علیہ السلام تھے، وہ مجھے حہ [لاؤے کے پتھروالی سیاہ زمین] کی جانب ملے اور کہا : [محمد صلی اللہ علیہ وسلم] آپ اپنی امت کو خوشخبری دے دیں کہ جو ان میں سے ایسی حالت میں فوت ہوا کہ وہ شرک نہیں کرتا تھا تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔ تو میں نے کہا : جبریل ! چاہے وہ زنا کرتا ہو اور چوری کرتا ہو؟ جبریل نے کہا : ہاں اور چاہے شراب پی لے) بخاری : (6443)

لیکن آپ تو احمد اللہ اپنی نمازوں اور دیگر عبادات کا خصوصی خیال کرتے ہیں، تاہم آپ کو اپنی طرف سے محسوس ہوتا ہے کہ نماز کی ادائیگی کا مکمل حق ادا نہیں ہوتا کامل خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا نہیں ہوتی۔ تو یہ مسئلہ اکثر مسلمانوں کے ساتھ رہتا ہے، ایسی صورت میں انہیں یہ کرنا چاہیے کہ وہ اپنے نفس پر زیادہ سے زیادہ محنت کریں تاکہ عبادت کی لذت پائیں جو کہ ہر نیک اور صاحب شخصیت کا ہدف ہے۔

اس کیلئے ثابت البنا فی رحمہ اللہ کو اپنے سامنے رکھیں، آپ کہتے ہیں :
"نماز کیلئے میں نے بیس سال محنت کی اور پھر نماز کی میں نے بیس سال بھی لذت اٹھائی"
اس قول کو ابو نعیم نے "علیٰ الآلیاء" (2/320) میں نقل کیا ہے۔

اہم عبادات کیلئے ڈٹ کر کو شش اور محنت کرنا، عبادت کی ادائیگی میں اخلاص، خشوع اور خضوع کے ساتھ تسلیم برقرار رکھنا نیک اور مستقی لوگوں کی چاہت ہوتی ہے، لیکن اس کے باوجود کوئی بھی اس بات کا دعویٰ نہیں کرتا کہ وہ عبادت کی انتہا تک پہنچ گیا ہے، اور دوسرا جانب یہ بھی مناسب نہیں ہے کہ اس چاہت کی تکمیل کیلئے انسان مایوسی میں بدلنا ہو جائے؛ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے مایوس لوگوں کو پسند نہیں فرماتا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :
رَوْمَنْ يَقْنُطُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الظَّالُونَ۔

ترجمہ : اور اپنے رب کی رحمت سے گمراہ لوگ ہی مایوس ہوتے ہیں۔ [ابجر : 56]

اس کے بر عکس جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل سے پرمدیر ہتھیں ہیں اللہ تعالیٰ ان سے محبت فرماتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا کرم و فضل ہے کہ وہ کنہوں کو معاف کر دیتا ہے، لغزشوں سے درگزر فرماتا ہے اور اگر کوئی کمی کو تابی ہو جائے تو صرف نظر فرماتا ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کا اس سے بھی بڑھ کر اعلان ہے کہ :
إِلَّا مَنْ تَابَ وَأَمْنَ وَعَلِمَ صَاحِحًا فَأُنْتَ بِيَدِ اللَّهِ سَيِّدِنَا تَحْمِلُ خَاتَمَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا إِذْ جِئْهَا [70] وَمَنْ تَابَ وَعَلِمَ صَاحِحًا فَأَنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَّبًا۔

ترجمہ : البتہ جو شخص توہہ کر لے، ایمان لے آئے اور نیک عمل کرنے لگے تو انی لوگوں کی برا آیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں میں بدل دیتا ہے، اللہ تعالیٰ بخشنے والا نیات رحم کرنے والا ہے [70] اور جو شخص توہہ کر کے نیک عمل کرنے لگے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کا حق ادا کر دیتا ہے۔ [الفرقان : 70-71]

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"بندگی کرتے ہوئے پر سکون اندماز اپنانے سے خشوع و خضوع حاصل ہوتا ہے، اس سے نظریں جھکی رہتی ہیں اور دل اللہ تعالیٰ کی طرف مکمل طور پر متوجہ ہوتا ہے اور بندگی یکساں طور پر قلب و جان سے ہوتی ہے۔ دلی خشوع اسی پر سکون اندماز کا نتیجہ ہوتا ہے، پھر دلی خشوع سے انسانی جسم پر بھی خشوع کے اثرات نمایاں ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز میں اپنی ڈاڑھی کے ساتھ مشغول دیکھا تو فرمایا : (اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضا پر بھی خشوع کے اثرات ہوتے)

اگر آپ یہ پوچھتے ہیں کہ پر سکون اندماز کے کیا ذرائع ہیں؟

تو میں اس کے جواب میں کہوں گا: بندہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نجیبی اور نجراں کو اس طرح مسلط کر لے کہ اسے یہ گمان ہونے لگے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے، چنانچہ جس قدر اس نجیبی اور نجراں کا احساس دل میں زیادہ ہو گا اسی قدر جیا، سکون، محبت، خنوع، خفوت، خفوت، خفوت، خفوت اور امید حاصل ہو گی جو کہ اس کے بغیر ممکن نہیں۔ یہ نجیبی اور نجراں حقیقت میں دل سے تعلق رکھنے والے امور کی اساس ہے، اسی کی بنا پر دل سے تعلق رکھنے والی عبادات وجود میں آتی ہیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دل سے تعلق رکھنے والی عبادات کی جزوی اور اصولی تمام تر عبادات کا خلاصہ ایک جملے میں بیان فرمادیا ہے اور وہ ہے احسان کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: (تم اللہ کی عبادت ایسے کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو) اب اس جملے پر غور و فکر کرو کہ کوئی دینی کام یا کوئی بھی قلبی عبادت اس جملے سے باہر نہیں ہے سب کی سب اسی میں سمٹ کر شامل ہو گئی ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت انسان کو نفسِ ایمان کے متعلق وسوسوں کا سامنا ہو تو بندے کو اپنا دل ثابت قدم بنانے اور گمراہی سے روکنے کیلئے سکینت کی ضرورت ہوتی ہے۔

اور اسی طرح اگر اعمال کے متعلق وسوسوں کا خدشہ ہو تو توبہ بھی اس کی ضرورت پڑتی ہے، تاکہ یہ وسوسے بڑھتے بڑھتے اتنے بڑے نہ ہو جائیں کہ انسان مایوسی میں گھر جائے اور ایمان میں کمی کا باعث بنے۔

اسی طرح سکینت کی ضرورت ہمہ قسم کے خوف کے وقت بھی ہوتی ہے اس سے دل کو سکون ملتا ہے اور ثابت قدم بن جاتا ہے۔

خوشی کے لمحات میں بھی اس کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ انسان حدود سے تجاوز کرتے ہوئے اپنی خوشی کو غمی میں نہ بدل لے۔

"اعلام الموقعين" (155-4/156)

یہ بات واضح ہو کہ آپ نمازوں کی وقت پر ادا نیگی کرتے ہوئے اسی طرح نماز میں خشوع و خضوع کی وجہ سے، اور تعلیمِ الٰی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین اعمال میں داخل ہو چکے ہیں؛ اگرچہ نماز کی ادا نیگی میں زبان اور اعضا مکمل طور پر حق ادا نہیں کر پاتے، اور نمازاًدا کرتے ہوئے دل سے تعلق رکھنے والی عبادات سے یہ خالی ہوتے ہیں۔

نیز اللہ تعالیٰ سے یہ بھی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے دل میں خشوع و خضوع کیلئے موجود پچی ٹرپ کو دیکھ کر حقیقی خشوع و خضوع عطا فرمادے، آپ کی محنت اور کوشش کے صلے میں عبادات کی لذت عطا فرمادے، آپ جس تکلیف اور امیدوں کے دور سے گزر رہے ہیں اس کے بد لے میں ہی یہ نعمت عطا فرمادے۔

غزالی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"[دلی غفلت کے ساتھ] خالی زبان سے استغفار کرتے رہنا بھی نیکی ہے؛ کیونکہ غفلت کے ساتھ زبان کا استغفار سے ترہنا اس بات سے بہتر ہے کہ زبان غیبت یا فضول با توں میں مشغول ہو، بلکہ غفلت کے ساتھ استغفار خاموش رہنے سے بھی بہتر ہے، لہذا زبان کے خاموش ہونے سے افضل یہ ہے کہ [خواہ غفلت کے ساتھ ہو] زبان استغفار سے ترہ ہے، یہ الگ بات ہے کہ اگر دل بھی زبان کے ساتھ استغفار میں مکن ہو تو یہ غفلت والے استغفار سے افضل ہو گا۔

یہی وجہ ہے کہ کسی نے اپنے استاد ابو عثمان مغربی سے کہا: بسا اوقات میری زبان پر ذکر اور تلاوت قرآن جاری ہوتا ہے لیکن میرا دل ذکر یا تلاوت سے غافل ہوتا ہے [تو اس کا کیا حکم ہے؟]

انہوں نے کہا: تم اللہ کا شکرانہ پڑھو کہ اس نے تمہارے کسی عضو کو خیر کے کام میں مصروف کیا ہوا ہے، بلکہ ذکر اس کی عادت میں شامل کر دیا ہے براہی میں مشغول ہونے نہیں دیا اور فضول کا مول میں مصروف نہیں ہوا۔

یہ [ابو عثمان کی] بات بالکل صحیح ہے؛ کیونکہ اگر انسانی اعضا خیر کے عادی بن جائیں یہاں تک کہ ان کی نظرت مثانیہ میں خیر شامل ہو جائے تو اس کی بنیاد پر انسان مجموعی طور پر گناہوں سے بچ جاتا ہے۔

لہذا جس شخص نے اپنی زبان کو استغفار کی عادت ڈالی تو کوئی بھی جھوٹی بات سننے پر اس کی زبان اپنی عادت کے مطابق "استغفر اللہ" کہہ دے گی۔

اور اگر کسی نے اپنی زبان کو فضول باتوں کی عادت ڈالی تو اس کی زبان جھوٹ سننے پر اگلے کو فوراً حمن اور جھوٹ کہنے پر آجائے گی۔

زبان کی یہ عادت مجموعی لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں شامل ہوتی ہے : **«إِنَّ اللَّهَ لَا يُفْسِدُ أَنْجَرَ لِحْسَنِيْنِ»**۔ ترجمہ : میشک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔ [التوبہ :

[120]

اور اسی طرح اس فرمان میں بھی شامل ہوتی ہے : **«فَإِنْ تَكْ حَسَدَ إِنَّمَا عَصَنَا وَلَيْسَ مِنْ لَدُنَّ أَنْجَرَ عَلَيْنَا»**۔ ترجمہ : اور اگر کوئی نیکی ہوئی تو وہ اسے بڑھادے گا اور اسے اپنی طرف سے عظیم اجر سے نوازے گا۔ [الناء : 40]

اب یہاں غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح ان کی نیکی میں اضافہ فرمایا؛ کہ غفلت کے اوقات میں بھی استغفار کرنا زبان کی عادت بنا ڈالی، تاکہ اس عادت کی وجہ سے گناہوں، غیبت، لعن طعن اور فضول بات چیت کے شر سے زبان محفوظ ہو جائے۔

یہ ایک مفتراءہ معمولی سی نیکی کو دنیا میں بڑھانے کا جگہ آخرت میں نیکی کو جو بڑھا و ملے گا وہ اس سے کمی زیادہ بڑا ہے؛ کاش کہ وہ جان رکھیں!

خبردار انسکوں میں صرف خامیوں کو مد نظر مرت رکھنا اور گرنہ عبادت سے آپ کا دل اچھات ہو جائے گا، صرف خامیوں پر نظر رکھنے کی عادت اصل میں شیطان چال ہے، شیطان اپنے لغتی ہونے کی وجہ سے لوگوں کے دل میں یہ بات ڈالتا ہے کہ تم بڑے زیر ک اور صاحب بصیرت ہو، تم ہر چیز کے خیہہ امور جانتے ہو، تو دلی غفلت کی حالت میں جو ذکر کرتے ہو اس کا کیا فائدہ ہو گا؟ اس میں کوئی فائدہ نظر آتا ہے؟!

شیطان کی اس چال میں آکر لوگوں کی تین قسمیں بن جاتی ہیں : کچھ اس چال کی زدہ بہ جاتے ہیں تو کچھ اپنے آپ کو سنبھال لیتے ہیں اور کچھ شیطان کو ناکوں چنے چھوادیتے ہیں!

چنانچہ شیطان کو ناکوں چنے چھوانے والے کہتے ہیں : ملعون شیطان تم جو بات کر رہے ہو ہے تو یہ مگر تمہارا مقصد بہت بھونڈا ہے، لہذا باب میں بھی تجھے پہلے سے بھی زیادہ تکلیف دوں گا اور تیری ناک میں ملا دوں گا۔ لوپر اب میں محسن زبانی استغفار کے ساتھ حاضر قلبی کو بھی شامل کرتا ہوں۔ یہ بات کہ کہ کر شیطان کے زخموں پر نک اور جلتی پر تیل کا کام دکھادیتا ہے۔

جگہ شیطان کی چال میں بہ جانے والے دل میں کہتے ہیں : دیکھا میں کتنا زیر ک اور صاحب بصیرت ہوں کہ لکنی دور کی کوڑی ماری ہے! پھر وہ زبانی استغفار کے ساتھ حاضر قلبی میں ناکام ہو جاتا ہے اور آہستہ آہستہ زبانی استغفار سے بھی ہاتھ دھویٹھتا ہے اور شیطان اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے، اس طرح یہ شخص شیطان کے پیچے لگ کر نامہ اور جلتی پر تیل کا کام دکھادیتا ہے۔ ہم مزاج آدمی مل جائیں تو عربی میں کہا جاتا ہے : **«وَاقِفْ شَنْ طَبَّشَ وَافْتَرْ فَاعْتَشَ»** [ش نامی مرد کو طبیہ نامی یوی مل گئی، دونوں میں ہم آہنگی ہوئی تو بغل گیر ہو گئے]

اور اپنے آپ کو سنبھالنے والا شخص اپنے عمل میں حاضر قلبی شامل کر کے شیطان کو سر نکوں تو نہیں کر پاتا لیکن اسے اتنی سمجھ آ جاتی ہے کہ شیطان کی باتوں میں آکر حاضر قلبی تو ہے نہیں تو محسن زبانی استغفار سے بھی جاتا رہوں گا اپنानچہ وہ خاموش رہنے کی بجائے حاضر قلبی سے عاری زبانی استغفار کو ترجیح دیتا ہے اور اپنی ذکر پر قائم رہتا ہے، اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ زبانی ذکر و اذکار کے ساتھ حاضر قلبی کی توفیق بھی عطا فرم۔

تو گویا کہ سب سے پہلا شخص اس جو لابے کی طرح نکلا جس کے کپڑے کی مذمت بیان کی گئی تو وہ لکھاری بن گیا، [یعنی پہلے سے بھی اعلیٰ پیشہ اپنایا]

اور دوسرا شخص اس جو لابے کی طرح نکلا جو کپڑے کے پیشے سے مکمل دستبردار ہو کر جھاڑو پھیرنے والا بن گیا۔

اور تیسرا شخص اس جوالہ کی طرح ہے جو لکھاری تو نہیں بن سکا لیکن اس نے کہا کہ میں اپنی بنائی کی مذمت مسترد تو نہیں کرتا، لیکن میرا یہ پیشہ اگرچہ لکھاری سے اچھا نہیں تاہم جھاڑو مارنے والے سے تو بہتر ہے، اگر میں لکھاری نہیں بن سکتا تو میں جوالہ سے بھاڑو مارنے والا کچھی نہیں بنوں گا!!

چنانچہ جب بھی کسی چیز کی مذمت یاد رکھ کی جائے تو وہاں پر یہی اصول کار آمد رہتا ہے: کیونکہ اس میں فیصلہ دوسروں کے ساتھ موازنہ کر کے کیا جاتا ہے، لہذا کسی بھی چیز کا حکم دوسروں سے موازنہ کرنے بغیر بالکل نہ لیا جائے، بلکہ معمولی سی نیکی یا بدی کو بھی تحریر نہیں سمجھنا چاہیے" انتہی
"(احیاء علوم الدین" (4/48)

کسی دانا شخص نے کیا ہی خوب کہا ہے کہ: "کچھ کرنے سے امید بند ہتی ہے"

ہماری ساری گھنگوں کا مقصد یہ ہے کہ جس مایوسی کی دل میں شیطان نے آپ کو گرا رکھا ہے اس سے نکلنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ آپ مندرجہ بالا ذکر شدہ رحمت الہی سے پر امید رہیں، نیک لوگوں کے طریقہ پر چلیں، اور زندگی کو عملی بنائیں خیالات پر مت چلیں، وقت پر نماز کی ادائیگی کریں، نماز سے پہلے اچھی طرح وضو کریں، دوران نماز قراءت اور خشوع کا اہتمام کریں، نماز کے بعد والے اذکار کی پابندی کریں اور ہر نماز کے بعد یہ مسنون دعا پڑھنا مت بھولیں:

«اللَّهُمَّ آعُنِي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَخُنْ عَبَادَتِكَ»

یا اللہ اتیرے ذکر، شکر، اور بہترین انداز میں تیری عبادت کیلیے میری مدد فرم۔

ہماری ویب سائٹ پر پہلے بھی سستی کے اسباب اور علاج سے متعلق گھنگوں ان سوالات (47565) کے جواب میں گزر چکی ہے، آپ ان سے بھی مستفید ہو سکتے ہیں۔

واللہ اعلم۔